

## 21701 - سود خور باپ کے مال سے مستفید ہونا

### سوال

میں الحمد للہ مسلمان نوجوان ہوں اور میرے والد مالدار ہیں انہوں نے شیخ طنطاوی کا بنک کے فائدہ کے بارہ میں حلال ہونے کا فتویٰ سنا تو اپنی دولت بنک میں رکھ دی اور وہاں سے فائدہ لینا شروع کر دیا ، میں اس پر مطمئن ہوں کہ یہ فوائد حرام ہیں اور والد کو بھی مطمئن کرنے کی بہت کوشش کی ہے کہ وہ اس سوچ کو بدل لیں لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا -

تو کیا میری والدہ اور بہن بھائیوں پر کوئی گناہ ہے ، اور میں اپنے والد کو یہ قسم بھی دی کہ وہ ہم پر اس مال سے جو وہ فوائد حاصل کرتا ہے خرچ نہ کرے ؟

ہمیں کیا کرنا چاہیے ؟ اور جب ہمارے پاس یہ مال آئے تو ہم کیا کریں ؟

مجھے اللہ تعالیٰ نے سعودیہ میں کام کرنے کا موقع دیا ہے اور سفر کا خرچہ بھی میرے والد نے دیا تھا مجھے علم نہیں کہ آیا یہ بھی اسی فوائد میں سے تھا کہ نہیں ؟

تو کیا اب اللہ تعالیٰ مجھے جو اس کام سے رزق دے رہا ہے وہ حرام ہے کہ نہیں ؟ مجھے اس کے متعلق معلومات مہیا کریں -

### پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر سود حاصل کرنے والے شخص کی اولاد کے پاس کوئی اور ذریعہ معاش نہیں جس سے وہ اپنا پیٹ پال سکیں تو پھر والد کی سود والے مال سے ان کا کھانا پینا اور کپڑے وغیرہ پہننا کوئی گناہ نہیں -

لیکن انہیں چاہیے کہ وہ اپنے والد کو ایسے طریقے سے نصیحت کریں جو فائدہ مند ہو اور اگر ان کے پاس کوئی اور ذریعہ معاش پیدا ہو جائے یا پھر وہ اپنی ضروریات زندگی کے لیے اس مال کے محتاج نہ رہیں تو ان پر اس سود والے مال سے دور رہنا اور بچنا واجب ہے -

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

اگر والد کی کمائی حرام ہو تو اسے نصیحت کرنی واجب ہے یا تو استطاعت رکھنے کی بنا پر خود اسے نصیحت کریں ، یا پھر اہل علم کی مدد و تعاون سے اسے نصیحت کروائیں اور اسے اس کے حرام ہونے کا اطمینان دلوائیں ، یا پھر اپنے

دوست واحباب کی مدد حاصل کریں جو اسے مطمئن کریں تا کہ وہ اس حرام کمائی سے بچ سکے ۔

اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر تمہارے لیے ضرورت کے مطابق وہ مال کھانا جائز ہے اور اس حالت میں اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں ، لیکن یہ صحیح نہیں کہ تم اپنی ضرورت سے بھی زیادہ لے لو کہ جائز ہے ۔

فتاویٰ اسلامیہ ( 3 / 452 ) ۔

اور اگر سود حاصل کرنے والا والد فوت ہو جائے تو ورثاء پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اس سودی مال سے چھٹکارا حاصل کریں اور اسے اس کے مالکوں کو واپس دے دیں اگر ان کا علم ہی نہیں تو پھر اسے عام اور خاص مصرف میں لا کر اس سے چھٹکارا حاصل کریں ۔

اور اگر اپنے والد کے مال میں وہ سود کی رقم کی تحدید نہ کر سکیں تو اسے دو قسموں میں تقسیم کر کے نصف خود لے لیں اور نصف کو تقسیم کر دیں ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سود کا لین دین کرنے والے کے بارہ میں سوال کیا گیا کہ اس نے اپنے بیچھے مال و اولاد چھوڑی اور وہ اس کی حالت کا بھی علم رکھتا ہے تو کیا بیٹے کے لیے وراثت کی بنا پر مال حلال ہے یا کہ نہیں ؟

توان کا جواب تھا :

بیٹے کو سود کی جس مقدار کا علم ہے وہ اسے نکال دے ، اور اگر ممکن ہو تو وہ لوگوں کو واپس کر دے اسے صدقہ نہ کرے ، اور جو باقی وراثت ہے وہ اس پر حرام نہیں ، لیکن جس مقدار میں شبہ ہو اس کے لیے مستحب اور بہتر ہے کہ اسے چھوڑ دے جب اس کا قرضے کو ادا کرنے یا اہل عیال پر خرچ کرنا واجب نہیں ۔

اور اس کے والد نے ایسی سودی معاملات سے وہ مال حاصل کیا ہو جس کی بعض فقہاء اجازت دیتے ہیں تو وارث کے لیے اس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے ، اور اگر مال میں حلال اور حرام دونوں کی ملاوٹ ہے اور اس کی مقدار کا علم نہیں تو اس کے دو حصے کر لے ۔

دیکھیں مجموع الفتاویٰ ( 29 / 307 ) ۔

واللہ اعلم .